© rasailojaraid.com

حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ

''الم نشرح'' کی توضیح

۱۷ اگست ۱۹۵۱ء۔ عجیب بات ہے آج کل سورۂ الم نشرح کے متعلق دل میں خیال گزر رہا تھا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا العسر (دشواری) ''یسر'' کو اطلاقی رنگ دیا گیا ہے۔ نتیجہ یہ پیدا کیا گیا کہ کسی متعین دشواری کے ساتھ ''یسر'' اور آسانیوں کی متعدد شکلیں پیدا ہوتی ہیں۔

اذا شتدت بک البلوی ففکر فی الم نشرح
فعسر بین یسرین اذا فکرته فافرح

والا شعر، مدرسوں میں عام طلبہ کے زبانوں پر چڑھا ہوا ہے لیکن نیا خیال یہ ذہن میں آیا کہ اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو خطاب کر کے یاد دلایا گیا کہ آپ کے بند سینے کو ہم نے کھول دیا یعنی غیبی علوم کے دروازے وحی کے ذریعہ آپ پر کھل گئے۔ پھر آپ کو تنہا اس دنیا میں کھڑا کر دیا گیا، جو کفر و شرک سے بھری ہوئی تھی۔ کتنا بڑا بوجھ تھا جو آنحضرت ﷺ پر لادا گیا اور اسی کا نتیجہ ہوا کہ اپنے گھر تک کے لوگ حتیٰ کہ حقیقی چچا ابولہب جیسے لوگ تک دشمن ہو گئے وطن کو چھوڑنا پڑا۔ بڑا بوجھ تھا جس نے کمر ہی توڑ دی مگر بوجھ جس نے لادا تھا اسی نے اتار بھی دیا۔ دس لاکھ مربع میل عرب کی سرزمین آپ کے حیطہ اقتدار میں آ گئی' کامیابی اور کیسی کامیابی ''اتار دیا ہم نے اس بوجھ کو جس نے توڑ دی پیٹھ تیری'' اور ان پڑھ امی ﷺ کے ذکر کو اتنی رفعت بخشی گئی کہ نسل انسانی میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ کون نشاندہی کر سکتا ہے کسی ایسا آدم زاد کے نام کا جس کا نام چوبیس گھنٹوں کے اندر تیرہ سو سال سے ایشیا کے ہر ملک عرب' شام' مصر' ایران' سندھ' ہند' جزائر ہند شرقی و غربی چین میں بھی لیا جاتا ہے اور افریقہ کے بھی اکثر حصوں میں اور یورپ کے بھی بہت سے علاقوں میں۔ اولاً ایسی شخصیت ہی نہیں ملتی جس کی شہرت کا دائرہ اتنے وسیع ممالک کو محیط ہو اور پنج وقتہ اذان میں رفع ذکر کی یہ صورت کسی کے لئے اختیار ہی نہیں کی گئی۔

الغرض عدم شرح کے بعد شرح صدر' پشت شکن بار کے بعد اس بار کو کامیابی کیساتھ اتارنا' اور چاہیے تھا کہ جس سے زیادہ گمنام کوئی نہ ہوتا اسی کو ساری نسل انسانی میں رفع ذکر کی ایسی نعمت بخشی کہ جس کی نظیر تاریخ میں موجود نہیں۔

ان واقعات کو دیکھتے ہوئے یہ دعویٰ اگر کیا جائے کہ ہر ''دشواری'' اسی لئے آتی ہے تاکہ یسر اور آسانی کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لذت آدمی کو محسوس ہو۔ بند آنکھ والے ہی کھلی آنکھ کی لذت کو بوجھ سے جو دبایا جارہا ہے وہی بوجھ اترنے کی مسرت کو اور گمنام ہی نام آوری کی شہرت کی قدر و قیمت پہچان سکتا ہے، یہی خیال دماغ میں چکر کھا رہا تھا دل کو سمجھا تا تھا کہ ''دشواری'' جب آئے تو یہ سمجھو کہ ''یسر'' اور آسانی کی لذت سے قدرت تم کو سرفراز کرنے والی ہے۔ آج مجلس معنوی میں حاضری ہوئی تو ہمیشہ کی طرح اسی خیال کا اعادہ فرماتے ہوئے ارشاد ہوا۔

رنج و غم راحق پے آں آفرید
تابدیں ضد خوشدلی آید پدید

اور یوں بھی تو سوچئے ایک شاہزادہ بادشاہ کے گھر پیدا ہوتا ہے، پیدا ہونے کے ساتھ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس کے نام کا چرچا پھیل جاتا ہے، شہر شہر، قصبہ قصبہ، گاؤں گاؤں میں لوگ اس کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ اس شاہزادے کو وہ لذت کیا مل سکتی ہے جو ایک گمنام دیہاتی بچے کو اس وقت ملتی ہے جب پڑھ لکھ کر وہ زندگی کے میدان میں قدم رکھتا ہے اس کی تقریروں، تجربہ، اصابت رائے، سنجیدہ افکار سے دنیا متاثر ہوتی ہے ہر جگہ اس کا چرچا پھیلتا ہے۔ یقیناً گمنامی کے بعد نام آوری سے مسرت ملتی ہے۔

رنج و غم کی یہ، تنی زبردست قیمت ہے یوں رنج و غم سے مسرت اور خوشدلی کی نعمت کو چکھ لینے کے بعد اس داور بے ہمتاں کے شکر سے چاہیے کہ دل لبریز کرلیا جائے، اس ''العسر'' سے ''یسر'' سے ''یسر'' کی پیدائش کے تجربات سے گزر کر ''خیر و شر'' والی اس زندگی کو ختم کرلو تو انی ربک فارغب اپنے پالنے والے کی طرف چل پڑ۔ دنیا ہی کے بعد تو جنت کا مزہ ملے گا، اگر آدم علیہ السلام کی طرح ہم جنت ہی میں پیدا ہوتے، اسی میں جوان ہوتے تو جنت بھی شاید ہمارے لئے اسی طرح بے مزہ ہوکر رہ جاتی جیسے سنتے ہیں کہ کشمیر کے باشندے ان لوگوں پر ہنستے ہیں جو ہزار ہا ہزار روپے صرف کرکر کے وہاں مرغزاروں، اور گل و گلزار کی بہاروں کو دیکھ دیکھ کر سر دھنتے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالباری ندوی کہتے تھے کہ کشمیریوں کو دیکھا کہ ان باہر سے آنے والے تماشائیوں کے تاثرات پر کشمیریوں کو تعجب ہوتا ہے کہ آخر انہیں مسرت کیا مل رہی ہے۔ مجلس معنوی (مجلس معنوی سے مراد مثنوی مولانا روم ہے) میں دراصل ذکر ہو رہا تھا ''نور'' کا، فرما رہے تھے رات بے نور ہو جاتی ہے۔ رنگ حالانکہ باقی رہتے ہیں لیکن نور کے نہ رہنے سے رنگ بھی نظر نہیں آتا پہلے رنگ پر نور منعکس ہوتا ہے اور نظر آدمی کی نور پر پڑتی ہے نور کے توسط سے رنگ نظر آتا ہے جیسے باہر میں یہ ہوتا ہے کہ آفتاب اور دوسرے اجرام نیرہ کا نور رنگ پر پڑتا ہے تب رنگ نظر آتا ہے۔ آدمی رنگ ہی میں رغق ہو جاتا ہے اور نور کی طرف دھیان نہیں جاتا کہ یہ سارا کرشمہ نور کا ہے۔ اسی طرح فرمایا کہ آدمی کے باطن میں بھی سبز و سرخ زرد رنگ نظر آتے ہیں طریقہ ان رنگوں کے دیکھنے کا یہ ہے کہ۔

در درونِ خود بیفزا درد را تا ببینی سبز و سرخ و زرد را (بقیہ صفحہ ۵۹ پر)

© rasailojaraid.com